نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اتنا متوجہ ہو کر کسی چیز کو نہیں سنتا جتنا قرآن کی طرف متوجہ ہو کر سنتا ہے۔ جب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو خوش آوازی سے پڑھتے ہیں۔"

ابوسلمہ راوی حدیث کا ایک دوست عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کہتا تھا۔ اس حدیث میں یتغنی بالقرآن سے یہ مراد ہے کہ پکار کر اس کو پڑھے۔ علمائے حدیث نے لم یتغن بالقرآن کے تین مطلب بیان کئے ہیں:

۱۔ قرآن مجید کو ہی کافی سمجھنا چاہیئے، دوسرے مذاہب کی کتب کا مطالعہ غیر ضروری سمجھنا چاہیئے۔

۲۔ دوسری جماعت کا خیال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کو نعمتِ عظمیٰ سمجھ کر اس کی وجہ سے غنی اور بے پرواہ نہ رہے بلکہ دنیا داروں کی خوشامد کرے اور ان سے اپنی احتیاج بیان کرے، ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔

۳۔ اہلِ علم کی تیسری جماعت کا خیال ہے کہ جو شخص قرآنِ مجید کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ گنہگار رہے۔

بہر حال اس حدیث کا جو بھی مفہوم ہو، یہ بات واضح ہے کہ قرآنِ مجید کو صحت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ حافظ ابن حجر اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"ما تحسین الصوت وتقدیم حسن الصوت علی غیرہ فلا نزاع فی ذالک" (فتح الباری ص۶۲، ج۹، طبع مصر)

کہ "قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا اور خوش آواز کو امام بنانے میں کوئی نزاع نہیں ہے"!

بعد ازاں امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"واجمع العلماء علی استحباب تحسین الصوت بالقرآن مالم یخرج عن حد القراءۃ بالتمطیط فان خرج حتی زاد حرفا او اخفاہ حرام" (فتح الباری ص۶۲، ج۹)

کہ "قرآنِ مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا بالاجماع مستحب ہے۔ بشرطیکہ وہ قراۃ معروفہ کی حد سے متجاوز نہ ہو۔ اور کوئی حرف چھوڑ دینا یا کسی حرف کا اضافہ کرنا حرام ہے"!

بہر حال خوش آوازی تبھی مستحب ہو گی جب وہ صحتِ الفاظ کے ساتھ ہو، ورنہ نہیں! واللہ اعلم!

۲۔ جاہل امام کے پیچھے نماز:

جاہل کے پیچھے عالم کی نماز اگرچہ ہو جاتی ہے تاہم عالم آدمی کو چھوڑ کر جاہل کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ امامت کیلئے ایسا آدمی ہونا چاہیئے جو عالم اور ماہر قرآن ہو۔

"عن ابن ابی مسعود عقبۃ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤم القوم اقرأھم لکتاب اللہ۔ الحدیث! رواہ احمد ومسلم۔ قال القاضی الشوکانی فی النیل قد اختلف

فی المراد من قوله یؤم القوم اقرأهم فقیل المراد احسنهم قراءة وان کان اقلهم حفظا وقیل اکثرهم حفظا للقرآن ویدل علی ذالك مارواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله رجال الصحیح عن عمرو بن سلمة انه قال انطلقت مع ابی الی النبی صلی الله علیه وسلم باسلام قومه فکان فیما اوصانا لیؤمکم اکثرکم قرآنا فکنت اکثرهم قرآنا فقدمونی اخرجه ایضا البخاری وابوداؤد والنسائی "

یعنی "قوم کی امامت اللہ کی کتاب (قرآن مجید) زیادہ پڑھنے والا کرے۔ امام محمد بن علی شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ محدثین نے "اقرأهم" (زیادہ پڑھنے والا) کے متعدد معنی لکھے ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جو بہترین طریقہ سے پڑھنے والا ہو، اگرچہ قرآن مجید کم ہی یاد ہو۔ اور بعض کے مطابق اس سے وہ شخص مراد ہے جو زیادہ قرآن کا حافظ ہو۔ اس مطلب کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو طبرانی کبیر میں ثقہ راویوں سے مروی ہے۔ عمرو بن سلمہ سے روایت ہے کہ جب میرے والد اپنی قوم کے اسلام لانے کی خبر لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں بھی اپنے والد کے ساتھ گیا تھا۔ آپ نے ہمیں کچھ وصیتیں فرمائی تھیں۔ منجملہ ایک وصیت یہ تھی کہ زیادہ قرآن والا امامت کرے۔ میں زیادہ قرآن جاننے والا تھا، انہوں نے مجھ کو امام بنالیا۔

"عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تؤمن امرأة رجلا ولا اعرابی مهاجرا ولا یؤمن فاجر مومنا الا ان یقهر بسلطان یخاف سوطه وسیفه " رواه ابن ماجه

یعنی حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت مرد کی امامت نہ کرائے اور اعرابی مہاجر کی امامت نہ کرائے اور نہ فاجر مومن کی، مگر یہ کہ جبراً امام بن جائے، اپنے کوڑے اور تلوار کے بل بوتے پر، تو ایسی صورت میں مومن کو فاجر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے!

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عالم کی موجودگی میں جاہل کو منصب امامت چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اس منصب کا اہل نہیں ہے۔

۳۔ اعراب کا خیال نہ کرنے والے کے متعلق شرعی حکم!

ایسا شخص سخت نافرمان ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شد، مد اور اعراب کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے!

"قال قتادة سألت انس بن مالك عن قراءة النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فقال کان یمد مدا"